تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7منٹ

اسلامی مطمح نظر

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرہ:149)

سنو ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مسلمان اور مومنوں کے لئے ایک مطمح نظر کا ذکر فرمایا ہے۔ جسے اسلامی مطمح نظر کا نام دیا جاسکتا ہے۔ یہی آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ اِس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ آیت 149 میں کیا ہے جس کی تلاوت مَیں تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مطمح نظر کو مسابقت فی الخیر کا نام دیا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کیا ہے:

خیر و بھلائی کی ہر قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر سب سے آگے چلو۔

(مجموعہ اشتہارات جلد پنجم صفحہ 75)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اِس آیت کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

اے مسلمانو! تم نیکیوں کی طرف دوڑو پھر ایک جگہ ترجمہ فرمایا کہ تم نیکیوں کی توجہ میں پیش دستی کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر صغیر میں اِس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلّط کرلیتا ہے۔ سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں کہیں (بھی) ہوگے اللہ تمہیں اکھٹا کرکے لے آئے گا۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا (پورا) قادر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اِس کا ترجمہ جو کیا وہ یہ ہے:

ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ مُنہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکھٹا کرکے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے مطمحِ نظر کے لئے "وِجْهَةٌ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ مفرداتِ راغب میں لکھا ہے کہ وِجْهَةٌ کے معنی ہیں وہ مقصد جس کی طرف انسان توجہ رکھتا ہے۔

(تفسیر صغیر فٹ نوٹ۔البقرۃ آیت 149)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں حل لغات کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ وِّجْهَةٌ کے تین معانی ہیں۔ 1۔ جہت۔ 2۔ منہاج یعنی راستہ اور طریق۔ 3۔ وہ چیز جس کی طرف انسان توجہ کرے یعنی مقصد۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں 700 سے زائد احکام درج فرمائے ہیں مگر کسی حکم کو وِجْهَةٌ یعنی مطمح نظر قرار نہیں دیا ماسوائے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اِس حکم کے ساتھ وِّجْهَةٌ کے لفظ کے لاحقہ سے اِس حکم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

اب اگر وِجْھَۃٌ کے لفظ کو عام معاشرہ یا ماحول کے حوالہ سے دیکھیں تو ہم دیکھتے ہیں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے حتّٰی کہ ایک ہی کنبہ کے آٹھ نو افراد میں سے ہر ایک کا الگ الگ گول ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ سعی اور کوشش کرتا ہے۔ کوئی تجارت کو اپنا گول بناتا ہے۔ کوئی دولت کمانے کی طرف توجہ دیتا ہے۔ کوئی پڑھائی اور علم حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادیں بروئے کار لاتا ہے۔ کوئی خدمتِ دین، کوئی خدمتِ والدین اور کوئی خدمتِ خلق کو اپنا مطمح نظر بناتا ہے۔ اگر کوئی اللہ سے محبت کرنے والا ہو، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتا ہو تو ایسے مؤمنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا ہی خوب گول بیان فرمادیا کہ ہر نیکی، بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”ہر شخص کی کوئی نہ کوئی جہت ہوتی ہے۔ یا ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے جس پر وہ اپنی تمام توجہات کو مرکوز کر دیتا ہے اور جسے زندگی بھر اپنے سامنے رکھتا ہے اور پورے انہماک اور توجہ سے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ہم اُمّت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطمح نظر اُس کے سامنے رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ۔ تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس جگہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی تحریک فرما کر اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گُر بتایا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 253)

سامعین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے وقت بہت سے قیمتی اور حکمت سے پُر نکات بیان فرمائے ہیں۔ جیسے فرمایا کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق یہ ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بُلاتے ہیں جبکہ اسلام نا صرف نیکی کی طرف بُلاتا ہے بلکہ اِستِبَاق یعنی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اِس میں امّت کے ہر شخص کے لئے اِستِبَاق کا حکم ہے۔ اگر دو میں سے ایک نیکی میں دوسرے سے آگے بڑھے گا تو پیچھے رہ جانے والے کو بھی حکم ہے کہ اِستِبَاق کرو تو یوں نیکیوں میں آگے بڑھنے کی نہ ختم ہونے والے دوڑ لگ جائے گی۔ اگر یہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ لاکھوں اور کروڑوں مسلمان احمدیوں میں لگی ہو گی تو دیکھیں روحانیت کا کیا منظر ہو گا؟

سامعین! آج تقریر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں نیکیوں اور نیک اعمال میں آگے بڑھنے کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات بھی بیان ہو سکتے تھے۔ لیکن آج میری تقریر کی جہت، نصب اُلعین اُس مطمح نظر کی اہمیت اُجاگر کرنا ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اور مَیں نے اِسے ”اسلامی مطمح نظر“ نام دیا ہے۔ ورنہ مسابقت الی الخیر میں واقعات پر مبنی خاکسار کی تقاریر مشاہدات نمبر 363 اور 716 میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں فَاسْعَوْا کے الفاظ بھی استعمال کر سکتا تھا۔ جس کے معانی سعی کرنے اور کوشش کرنے کے ہیں لیکن فَاسْتَبِقُوا میں یہ سبق ہے کہ سعی اور بھرپور کوشش کے ساتھ ساتھ مقابلے کی جو رمق ہے وہ بھی زندہ رہنی چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

”یہ لفظ ایسا جامع ہے کہ جس سے بڑھ کر کسی مقصد اور مدّعا کی طرف دوڑنے اور اُسے جلدی سے حاصل کرنے کا مفہوم کسی اور لفظ سے ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دوڑے مگر پوری طاقت سے نہ دوڑے۔ جلدی کرے مگر جس قدر چاہیے اُس قدر جلدی نہ کرے لیکن اِستِبَاق کے حکم کا اُس وقت تک پورا ہونا ناممکن ہے جب تک کہ پورے زور اور پوری طاقت سے کام نہ کر لیا جائے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 255)

پھر حضورؓ فرماتے ہیں:

”غرض اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی شناخت کا یہ معیار بیان فرمایا ہے کہ وہ تَسَابُق اختیار کرتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش یقیناً ہر قوم کے معیار کو اتنا بلند لے جاتی ہے کہ اُس کا انسان قیاس بھی نہیں کر سکتا۔ جب کبھی نیکی دنیا سے مفقود ہو جائے اُس وقت قوم یا تو مرنا شروع ہو جاتی ہے یا گرنا شروع ہو جاتی ہے لیکن جب تک تَسَابُق کی رُوح کسی قوم میں قائم رہے اُس وقت تک خواہ وہ کتنی ہی ذلّت میں پہنچی ہوئی ہو اور کتنی بھی گری ہوئی ہو پھر بھی اپنی چمک دکھلاتی چلی جاتی ہے اور اُس کے پاس موقع ہوتا ہے کہ وہ پھر آگے بڑھے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 256)

حضور نے یہاں ایک دلچسپ واقعہ درج فرمایا ہے کہ سید اسماعیل شہید جب سکھوں سے جہاد کرنے پشاور کی طرف گئے تو اٹک کے مقام پر دریا کو عبور کرنا تھا وہاں معلوم ہوا کہ ایک سکھ کے سوا کوئی شخص اس دریا کو تیر کر عبور نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس دریا کو تیر کر عبور کرے۔ آپ وہاں ٹھہرے۔ تیرنا سیکھا اور سکھ کے مقابل پر اُسے تیر کر عبور کر کے اسلام کا نام بلند کر کے آگے بڑھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس کی ایک مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف روانہ کرتے وقت کہا تھا کہ تم نے اکیلے واپس نہیں آنا بلکہ بن یامین کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

”اِسی طرح خدا تعالیٰ بھی کہتا ہے کہ تم میرے پاس دوڑ کر آنا اور اکیلے نہ آنا بلکہ میرے دوسرے روحانی بیٹوں کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ مومن دوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ وہاں مَیں اُسے کیا جواب دوں گا اِس لئے وہ دوسروں کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 258)

اللہ تعالیٰ نے اسلامی مطمح نظر فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کا ذکر کر کے ایک اور جگہ اِسی مضمون کو وَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا کے الفاظ میں ہمیشہ نیکی کے میدان میں ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے آگے بڑھنے کی تلقین کا اعادہ فرمایا ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے سے حسد نہیں، رشک کا مضمون اُجاگر ہوتا ہے۔ ایک مومن دوسرے مومن کی نیکیوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کر کے مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان کسی معاملہ میں تلخی ہو گئی۔ ہر دو نے سوچا کہ غلطی تو میری ہے۔ حضرت عمرؓ چونکہ جوشیلی طبیعت کے تھے۔ آپؓ نے اِسے زیادہ اپنے دل پر لیا اور خود ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی کے طلبگار ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ آپ لوگ اُس بزرگ شخص کو تکلیف دینے میں کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی یعنی حضورؐ کی ناراضگی کا تسلسل جاری تھا کہ حضرت ابو بکرؓ بھی معافی مانگنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ جب حضورؐ کو حضرت عمرؓ سے ناراض ہوتے دیکھا تو فوراً حضورؐ کے دربار میں یوں گویا ہوئے کہ حضورؐ! قصور تو میرا تھا۔ یہ تھی اُن دونوں کی نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی رُوح۔

پس حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو بھی چاہئے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنے نفس کو ٹٹولتا رہے اور دین کے ساتھ ایک گہری محبت اور شیفتگی پیدا کرنے کی کوشش کرے اور سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے بس یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھے کہ ہم نے اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے جب تک یہ رُوح ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتی اُس وقت تک ہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 256)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سابق بالخیرات بننا چاہئے ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو! ٹھہرا ہوا پانی آخر گندا ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو۔ مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد (دین سے پھر جانا) ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456)

سامعین! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تعلیم کے مطابق نیکیوں میں آگے بڑھے اور اس بڑھنے کی طرف کوشش کریں، توجہ دیں۔ اور اپنی پوری استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کی طرف توجہ دیں۔ ہر ایک کی اللہ تعالیٰ نے مختلف استعدادیں رکھی ہیں۔ کم از کم ان کے مطابق تو ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔ اور پھر یہ ہے کہ ان نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ ایک جب نیکیوں کے مقام پر پہنچے تو دوسرے کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کرے کیونکہ وہ بھی حکم ہے کہ جو

اپنے لئے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ تو اس طرح نیکیوں میں بڑھنے کی دوڑ بھی لگی رہے گی اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے نیکی کی جاگ بھی لگے گی۔ اس میں حسد نہیں ہو گا۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں ہو گی بلکہ نیکی کرنے کی کوشش ہو گی۔ اس طرح جب آپ تبلیغ کریں گے اور جب نیکیاں کرنے کے لئے دوسروں کو اپنے ساتھ ملائیں گے اور بُرائی کے خاتمے کی کوشش کریں گے تو فرمایا جب اس طرح کرو گے تو تم یہ نہ سمجھو کہ اگر تم نیکیاں نہیں کرو گے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہیں، بلکہ ایک دن تم نے اللہ کے پاس آنا ہے اور تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کرکے اپنے پاس لے آئے گا۔ اگر تم سست ہو نیکیوں کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہو تو تمہیں ان غفلتوں کا جواب دینا ہو گا کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہو کر نیک اعمال بجالائیں گے۔ شرائط بیعت کی پوری پابندی کریں گے۔ لیکن عملاً تمہاری حالت ایک غافل انسان کی سی ہے۔ نہ تم نے حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ کی، نہ تم نے حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دی اور اگر تم یہ کر رہے ہو تو پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ تم فلاح پانے والے ہو گے، کامیاب ہو گے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو گے اور اپنی کمزوریوں کے باوجود یہ نیکیاں کر رہے ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اس جذبے کی قدر کرتے ہوئے تمہیں نیکیوں کی توفیق دیتا چلا جائے گا کیونکہ وہ قادر خدا ہے۔ پس اب بھی وقت ہے، نیکیاں کرنے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ آہستہ آہستہ نیکیوں میں آگے بڑھتے رہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2004ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" آپ کے لئے اگر کامیابی کی کوئی راہ ہے اور آپ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر صرف اور صرف یہی راستہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم مسلمان ہو اور پکے مسلمان ہو تو تمہیں خوشی سے اچھلنا چاہئے، خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک راستہ دکھا دیا جو اس کی طرف لے جانے والا ہے۔ دنیا میں مختلف تنظیمیں بنتی ہیں، ایسوسی ایشنیں بنتی ہیں ان کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے، کوئی ماٹو ہوتا ہے۔ اور کوشش کرتی ہیں کہ اس کو حاصل کریں اور پھر انفرادی طور پر بھی انسان اپنی زندگی کو ایک مقصد بناتا ہے، اس کے بارے میں سوچتا ہے اور پھر اس کے حصول کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے۔ لیکن ان سب کا جو مقصد ہے وہ دنیاداری ہے کیونکہ کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ یہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ کوئی ضمانت نہیں ہے۔ لیکن ہمارے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اسلام پر اسی طرح عمل کر رہے ہو جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس کی وضاحت اور تشریح زمانے کے امام نے کی ہے تو نہ صرف یہ نیکیاں قائم کرکے تم دنیا میں بہترین مخلوق ہو بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو، فلاح پانے والے ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2004ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

۞۞۞۞